نوافل کی جماعت-مکروہ

ترتیب وتحقیق: مولانا محمد شہزاد مجددی

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ اَعْلَمُ الْخَلْقِ وَیَعْلَمُ مَالَانَعْلَمُ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ ذَوِیْ الْجُوْدِ وَالْکَرَم – امّا بعد!

قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَااٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَانَهَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (الحشر آیت:۷)

جو کچھ یہ رسول ﷺ تمہیں دیں لے لو اور جس سے منع کر دیں اسے چھوڑ دو۔

ایک مسلمان کیلئے عبادات واحکام اور مسائل ومعاملات میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کرامؓ کے اقوال واعمال ہی بہترین نمونۂ عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو وہی عمل بطور عبادت پسند ہے جو اس کے محبوب کریم ﷺ کے طریقہ مبارکہ کے مطابق اور تابع ہو اور ایسا عمل ہی قبولیت کے لائق ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ۝ (البقرۃ:۳۱)

(اے محبوب) کہہ دیجئے! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ (بھی) تمہیں دوست رکھے گا۔

اسی طرح قرآن حکیم میں اعمال کو ضائع کرنے سے منع کیا گیا ہے، یعنی عبادات اور نیک اعمال کو ناپسندیدہ اور ممنوع طریقے سے ادا کر کے انہیں برباد نہیں کرنا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضور علیہ السلام کی سنت کے مطابق اور تابع رہتے ہوئے امور بندگی کو بجالانا چاہیے۔

رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَاتُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ ۝ (محمد:۳۳)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَالَیْسَ مِنْہُ فَھُوَرَدٌّ ۝ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص:۲۷)

جس نے ہمارے دین میں ایسی نئی بات نکالی جو اس میں سے نہ ہو وہ چیز مردود ہے۔

عبادت اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے احکام پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے، حضور ﷺ کی سنّت کو چھوڑ کر اپنی من مانی اختیار کرنا ہی وہ ناپسندیدہ عمل ہے جسے ''بدعت'' کہتے ہیں۔

آج کل اکثر مساجد میں نفل نمازوں کا باجماعت اہتمام پورے زور وشور سے کیا جانا بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ شب معراج، شب برأت اور لیلۃ القدر جیسی خاص راتوں میں ''صلوٰۃ التسبیح'' جیسی اہم انفرادی نماز کو اعلانات واشتہارات کے ذریعے لوگوں کو بلا بلا کر باجماعت ادا کیا جاتا ہے۔ حالانکہ فقہاء کرام نے نوافل کی جماعت اور اس کے لیے اعلان واشتہار بازی کو ''مکروہ تحریمی'' قرار دیا ہے۔ بغیر دعوت واعلان کے دو یا تین شخص امام کے ساتھ اگر نوافل باجماعت پڑھ لیں تو جائز ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے کبھی تعلیم کے لیے اور کبھی تبرّکاً ایسی نماز نفل کسی صحابی کے گھر میں ادا فرمائی ہے۔ جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بیان کرتے ہیں:

ان جَدَّتَہٗ مُلَیۡکَۃ رضی اللّٰہ عنہادعت رسول اللّٰہ ﷺ بطعام صَنعتہٗ فاکل منہٗ، ثمّ قال:قوموا!فاصلی لکُمۡ، قال انس بن مالک رضی اللّٰہ عنہٗ:فقمت الیٰ حصیرٍ لناقداسۡوَدَّ من طول مالبِسَ فنضحۡتُہٗ بماءٍ فقام علیہ رسول اللّٰہ ﷺوَصَفَفۡتُ اَنَا والۡیتیمُ وَرآءہٗ والعجوز من ورآئِنا فصلّٰی لنا رسول اللّٰہ ﷺ رکعتین ثم---انصرف۔(صحیح مسلم:الجلد الاول،ص:۲۳۴)

ان کی دادی حضرت ملیکہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کی کھانا پکا کر دعوت کی، کھانا کھانے کے بعد آپ نے فرمایا: چلو میں تم کو نماز پڑھاؤں، حضرت انس رضی اللہ عنہٗ کہتے ہیں، میں ایک چٹائی لے کر آیا جو کثرت استعمال کی وجہ سے سیاہ ہو چکی تھی، میں نے اس کو پانی سے دھویا، پھر اس چٹائی پر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور میں اور (ایک) یتیم آپ کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوئے اور بڑھیا (ام سلیم رضی اللہ عنہا) ہمارے پیچھے تھی رسول اللہ ﷺ ہم کو دو رکعت نماز پڑھانے کے بعد تشریف لے گئے

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اس یتیم لڑکے کا نام ضمیر بن سعد الحمیری تھا اور بڑھیا حضرت انس رضی اللہ عنہٗ کی والدہ ام سلیم تھیں۔

صحیح بخاری ومسلم کی دیگر احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بعض اوقات فرض نماز کی جماعت بھی گھر میں کروائی ہے۔

اسی طرح تنہا یا با جماعت (دو یا تین مقتدیوں کے ساتھ) نوافل بھی آپ ﷺ نے گھر ہی میں ادا فرمائے ہیں۔

حدیث پاک میں نوافل اور سنتیں گھر میں ادا کرنے کا حکم آیا ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما، عن النبی ﷺ، قال: صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْھَا قُبُوْرًا۔ (صحیح مسلم، جلد:۱، ص:۲۶۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اپنے گھروں میں (نفل) نماز پڑھو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ۔

سنن مؤکدہ، غیر موکدہ اور نوافل گھر میں پڑھنا سنت بھی ہے اور باعث اجر وثواب بھی، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

فصلّوا ایّھاالناس فِیْ بُیُوْتِکُمْ فان افضل الصلوٰۃ صلوٰۃ المرءِ فی بَیْتِہٖ اِلَّا المَکْتُوْبَۃ۔ (صحیح بخاری جلد:۱، ص:۱۰۱، مطبع کراچی)

اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ بے شک آدمی کی بہترین نماز وہ ہے جسے وہ اپنے گھر میں ادا کرے، سوائے فرائض کے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عن زید بن ثابت قال: قال رسول اللہ ﷺ: صلوٰۃُ الْمَرْءِ فِیْ بَیْتِہٖ اَفْضَلُ مِنْ صَلوٰتِہٖ فِیْ مَسْجِدِیْ ھذا اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃ۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی مشکوٰۃ، ص:۱۱۵)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بندے کے لئے (نفل) نماز اپنے گھر میں ادا کرنا میری اس مسجد میں ادا کرنے سے بھی افضل ہے، سوائے فرائض کے۔

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

نوافل کو تنہائی اور پوشیدگی میں ادا کرنے کی اہمیت وفضیلت بتانے کے لیے حضور علیہ السلام نے بطور مبالغہ یوں ارشاد فرمایا ہے، اور آنحضرت ﷺ کی مسجد میں ایک نماز پڑھنا ایک ہزار نماز کے برابر ہے جو اس کے علاوہ دیگر مساجد میں ادا کی جائیں علاوہ مسجد الحرام کے، اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ نوافل کی مشروعیت چونکہ قرب الٰہی کے حصول اور اظہار اخلاص وللّٰہیّت کے لیے ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ان میں نمائش کا پہلو نہ ہو اور لوگوں کی نظر سے چھپ کر ادا کیے جائیں اور فرائض کی

بنیاد فروغ دین اور شعائر اسلامی کے اظہار پر ہے لہٰذا ضروری ہے کہ انہیں علی الاعلان ادا کیا جائے۔

(مشکوٰۃ،ص:۱۱۵)

یہ ارشاد چونکہ تراویح کی چند شب ادائیگی کے موقع پر فرمایا گیا تھا، اس لیے بعض صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ مجتہدین کے نزدیک تراویح کی نماز بھی گھر میں پوشیدہ ادا کرنا افضل ہے۔ البتہ ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور جمہور ائمہ کے نزدیک فضیلت با جماعت تراویح مسجد میں ادا کرنے میں ہی ہے۔ (اشعۃ اللمعات۔حصہ اول،ص:۵۴۶)

مسئلہ: ایسے ہی یہ بات بھی لائق توجہ ہے کہ جن لوگوں کی سابقہ فرض نمازیں قضا ہو چکی ہیں ان کا نوافل میں مشغول ہونا درست نہیں۔ ایسے حضرات کو چاہیے کہ پہلے اپنی پچھلی فرض نمازیں ادا کریں، پھر نفلی نمازیں پڑھیں، کیونکہ فقہاء کرام فرماتے ہیں:

نفل بغیر فرض کے دھوکہ ہے، اس کے قبول کی اُمید تو مفقود ہے جبکہ فرض کے ترک کا عذاب گردن پر موجود ہے۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اے عزیز فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ و نذرانہ۔قرض ادا نہ کیا جائے اور اوپر اوپر سے بیکار تحفے بھیجے جائیں، تو کیا وہ قابل قبول ہونگے؟ خصوصاً اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہانیان سے بے نیاز ہے۔

مزید نقل کرتے ہیں:

جب خلیفۂ رسول اللہ ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نزع کا وقت ہوا تو آپ نے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: اے عمر! اللہ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انہیں رات میں کرو تو قبول نہ فرمائے گا اور کچھ کام رات میں ہیں اگر انہیں دن میں کرو تو قبول نہیں ہوں گے اور خبردار ہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کر لیا جائے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم،ص:۴۳۶-۴۳۷)

حضرت شیخ محی الملۃ والدین ابو محمد عبد القادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب مستطاب فتوح الغیب شریف میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمائی ہیں جو فرض چھوڑ کر نفل بجا لائے۔ فرماتے ہیں: اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے، یہ وہاں تو حاضر نہ ہو اور بادشاہ کے غلام کی خدمت گاری میں لگا رہے۔

پھر امیر المومنین سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ سے یہ مثال نقل فرمائی کہ:

ایسے شخص کا حال اس عورت کی طرح ہے جسے حمل رہا، جب بچہ ہونے کے دن قریب آئے اسقاط ہو گیا، اب نہ وہ حاملہ ہے نہ بچہ والی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ کا فرمان بھی ''فتوح الغیب'' میں نقل کرتے ہیں:

فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لَمْ يقبل منهٗ واهين۔

یعنی اگر فرائض چھوڑ کر سنن ونوافل میں مشغول ہوگا تو وہ قبول نہیں ہونگے، اُلٹا وہ خوار کیا جائے گا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

جو چیز لازم وضروری ہے اسے چھوڑ دینا اور غیر ضروری کا اہتمام کرنا عقل وشعور سے دور ہے، کیونکہ عقلمند شخص کی نظر میں تکلیف دہ چیز کو دور کرنا بہ نسبت نفع بخش چیز کے حصول کے زیادہ ضروری ہے بلکہ حقیقت نفع اسی صورت میں ممکن ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم، ص:۴۳۷)

اسی سلسلہ میں حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر صدیقی سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ خواص کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ نوافل کو اس وقت تک قبول نہیں فرماتا جب تک کہ فرض ادا نہ کیے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے بارے میں فرماتا ہے:

تمہاری مثال اس بُرے بندے کی ہے جو قرض ادا کرنے سے پہلے ہدیہ پیش کرتا ہے۔

(عوارف المعارف (مترجم) ص:۴۷۵)

''صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت''

صلوٰۃ التسبیح ایک نفلی عبادت ہے، جس کی فضیلت اور اجر وثواب کا بیان حدیث شریف میں ہے: عن ابن عباس، قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ للعبّاس بن عبدالمطلب، یاعبّاسُ! یاعمّاہٗ! ألاأُعطِیْك، ألاأمْنَحك، ألاأحْبُوكَ، ألاافْعَلُ لَكَ عَشرَخصالٍ، اذاأنْتَ فعلت ذٰلك غفر اللّٰه لك ذنبك اَوّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ، وَقَدِيمَهٗ وحديْثَهٗ وخَطأَهٗ وعَمَدَهٗ وصغيرَهٗ وكبيرَهٗ وسِرَّهٗ وعَلَانِيَتَهٗ، عشرُ خصالٍ! أنْ تصلى اربع ركعات، تَقرَأ فى كُلّ ركعةٍ بفاتحة الكتاب وسورة، فاذافرغت من القراءَ ةِ فى اوّل ركعةٍ، قُلتَ، وانتَ قائِمٌ: سبحان اللّٰه والحمدللّٰه ولاالٰهَ اِلّااللّٰه واللّٰه اكبر، خمس عشرة مرّةً، ثمَّ تركع فتقول: وانت راكعٌ عَشرًا، ثمّ ترفع رأسَكَ مِنَ الرَّكُوْعِ فتقولها عشراً، ثمّ تهوىٰ ساجداً فتقولها، وانت ساجدٌ عَشراً— ثمّ ترفع رأسك

من السجود فتقولها عشراً، فذلك خمسةٌ وسبعون فی کل رکعةٍ– تفعل فی اربع رکعاتٍ– إن اسْتَطَعْتَ أن تُصَلِّيَهافی کل یوم مرّةً فافعل–فان لم تستطع ففی کُلِّ جمعةٍ مَرّةً، فان لم تفعل ففی کُلِّ شهرٍ مرّةً–فان لم تفعل ففی عُمُرِكَ مَرَّةًo

(سنن ابن ماجہ:ج:۱،ص:۴۴۳،رقم:۱۳۸۷)

(الجامع الترمذی عن ابی رافع ج:۱،ص:۱۰۹)

(ابوداؤد،البیہقی،مشکوٰۃ،ص:۱۱۷)

ترجمہ (حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:انہوں نے کہا:رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:اے عباس!اے چچا جان!کیا میں آپ کو عطانہ کروں،کیا میں آپ کو نہ نوازوں،کیا میں آپ پر نوازشات نہ کروں-کیا میں آپ کوایسی دس چیزوں سے آگاہ نہ کروں،کہ جب آپ ان کوسرانجام دیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے،نئے پرانے دانستہ نادانستہ،چھوٹے بڑے،خفیہ اوراعلانیہ تمام گناہ معاف فرمادے-وہ دس امور یہ ہیں:کہ آپ چار رکعت نماز پڑھیں،جس کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اوراس کے ساتھ کوئی سورۃ پڑھیں-قرأت کے بعد پہلی رکعت کے قیام میں پندرہ بار--- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰه وَلَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرْ---- پڑھیں-پھر رکوع کریں اوردس بارایسا ہی پڑھیں-پھر رکوع سے سراُٹھائیں اوردس بار یہی پڑھیں-پھر سجدے میں جھک جائیں اور حالت سجدہ میں ایسے ہی پڑھیں-یوں ایک رکعت میں یہ پچھتر بار پڑھا جائے گا-چاروں رکعتوں میں اسی طرح کریں-اگر ہو سکے تو یہ نماز ہر روز ایک بار پڑھیں اوراگر یہ نہ ہو سکے تو ہر ہفتہ میں ایک باراوراگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک باراوراگر یہ بھی نہ کرسکوتو اپنی عمر میں ایک بار پڑھو)

الجامع الترمذی میں درج ذیل الفاظ اس روایت میں زائد ہیں-

لوکانت ذنوبك مثل رمل عالج غفرها اللّٰه لك-

اگر تمہارے گناہ ریت کے ذرّات جتنے بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ تمہارے ان گناہوں کو بخش دے گا-

اسی طرح ترمذی میں ''فِیْ كُلِّ سَنَةٍ'' ہر سال میں ایک مرتبہ'' کے الفاظ بھی وارد ہیں-

''صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ''

امام ترمذی نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارکؒ سے صلوٰۃ التسبیح کی ادائیگی کا درج ذیل طریقہ روایت کیا ہے:

قال:یکبرثمّ یقول سبحانك اللّهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالیٰ جدّك ولاالٰهَ غیرُك، ثمّ یقول خمس عشرة مرة----سبحان اللّٰه والحمدللّٰه ولاالٰهَ الاّ اللّٰه واللّٰه اکبر ثمّ یتعوّذ ویقرأ بسم اللّٰه الرحمن الرحیم وفاتحة الکتاب وسورة ، ثمّ یقول عشر مرات---- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰه وَلَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرْ ------- (ترمذی،ص:۱۰۹)

حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ نے فرمایا:تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھ کر پندرہ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰه وَلَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرْ پڑھے- پھرتعوّذ اوربسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کرسورۃ فاتحہ پڑھےاورکوئی سورۃ تلاوت کرے- اس کے بعد دس بار تسبیح (تیسرا کلمہ) پڑھے-ایسے ہی آخر تک چارر کعتیں مکمل کرے-

ابن ابی رزمہ کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ سے کہا:اگرنمازی سے اس نماز میں سہو(غلطی)ہوجائے تو کیاوہ سجدۂ سہو میں دس دس بار تسبیح پڑھے؟**قال: لا انماھی ثلثمائة تسبیحة** !توانہوں نے فرمایا:نہیں یہ نماز بس تین سوتسبیحات پر مشتمل ہے۔(ترمذی،ص:۱۱۰،جلد:۱)

عظیم حنفی فقیہ امام ابراہیم حلبی (م:۹۵۶ھ)فرماتے ہیں:

وھذہ الصفة التی ذکرھاابن المبارك ھی التی ذکرفی مختصرالبحر وھی الموافقة لمذھبنا لعدم الاحتیاج فیھا الی جلسة الاستراحة اذھی مکروھة عندنا-

ترجمہ حضرت ابن مبارک کاارشادفرمودہ طریقہ وہی ہے جومختصرالبحر الرائق میں نقل کیا گیا ہےاور یہ ہمارے مذہب حنفی کے مطابق ہے کیونکہ اس میں جلسۂ استراحت کی حاجت باقی نہیں رہتی جوکہ ہمارے(یعنی احناف کے)نزدیک مکروہ ہے-(حلبی کبیر:ص:۴۳۲،مطبوعہ سہیل اکیڈمی،لاہور)

ترمذی شریف کے حاشیہ میں ہے:

نمازی کو چاہیے کہ کبھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہماوالی روایت کے مطابق عمل کرے اور کبھی عبداللہ بن مبارکؒ کے فرمان پرعمل کرے- اوراس نماز کوزوال کے بعداورنمازظہر سے پہلے ادا کرےاوراس کی رکعتوں میں کبھی بالترتیب سورۃ زلزال،العادیات،سورۃ نصراورسورۃ الاخلاص پڑھے اورکبھی سورۃ التکاثر،عصر،کافرون اوراخلاص تلاوت کرے،اوردعاءتشہد کے بعدسلام پھیرنے سے پہلے پڑھے پھرسلام پھیرکراپنی حاجات طلب کرے- ہمارے بیان کردہ یہ امورسنت سے ثابت ہیں- احیاء العلوم میں ہے:اگرلاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم کے الفاظ کا اضافہ کرے تواچھا ہے، کیونکہ

بعض روایات میں ایسا بھی آیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس نماز کو جمعہ کے دن زوال کے بعد ادا کرتے تھے۔ متقدمین اور متاخرین کا اس حدیث کی صحت کے بارے میں اختلاف ہے، امام ابن خزیمہ، اور امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ محدثین کی ایک جماعت نے اسے حسن کہا ہے، امام عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔ ابن جوزی نے اسے موضوعات میں درج کر کے بُرا کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ سے مروی ہے، کہ وہ صلوٰۃ التسبیح کے آخر میں سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعاء پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ تَوْفِيْقَ اَهْلِ الْهُدٰى، وَاَعْمَالَ اَهْلِ الْيَقِيْنِ وَمُنَاصَحَةَ اَهْلِ التَّوْبَةِ وَعَزْمَ اَهْلِ الصَّبْرِوَجِدَّ اَهْلِ الْخَشْيَةِوَطَلَبَ اَهْلِ الرَّغْبَةِ وَتَعَبُّدَاَهْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ اَهْلِ الْعِلْمِ حَتّٰى اَلْقَاكَ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مَخَافَةً تَحْجِزُنِیْ عَنْ مَعَاصِيْكَ حَتّٰى اَعْمَلَ بِطَاعَتِكَ عَمَلًا اَسْتَحِقُّ بِهٖ رِضَاكَ وَحَتّٰى اُنَاصِحَكَ بِالتَّوْبَةِ خَوْفًامِّنْكَ وَحَتّٰى اُخْلِصَ لَكَ النَّصِيْحَةَ حَيَاءً مِّنْكَ وَحَتّٰى اَتَوَكَّلَ عَلَيْكَ فِی الْاُمُوْرِ وَحُسْنِ ظَنٍّ بِكَ، سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ۔ (مسند فردوس للدیلمی: ج ۱ ص ۴۵۳ عن ابن عباس)

(حاشیہ ترمذی: ص: ۱۱۰، اشعۃ اللمعات: ج: ۱، ص: ۵۵۱)

مسئلہ صلوٰۃ التسبیح دن کے وقت ادا کرنا مسنون اور باعث اجر وثواب ہے۔ آدھی رات کے وقت مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کھول کر اعلانیہ اس نماز کو ادا کرنا نوافل کی روح کے منافی ہے اور اگر اس سے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچے تو سخت ناجائز اور ممنوع ہے۔

ہمارے ہاں مساجد کے لاؤڈ اسپیکرز کا بے جا اور بے محل استعمال بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ رات دیر تک یا اذان فجر سے پہلے تنہا یا اجتماعی صورت میں ذکر بالجبر، نعت خوانی اور لمبی لمبی جہریہ دعائیں پسندیدہ اور مکروہ اعمال ہیں کیونکہ ان امور کا لاؤڈ اسپیکر پر ہونا جہر شدید سے بھی آگے بڑھ جانا ہے جبکہ ذکر میں جہر مفرط کو ائمہ وفقہاء نے شریعت کے ناپسندیدہ اعمال میں سے شمار کیا ہے۔

چنانچہ مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

"دون الجہر سے مراد یہ ہے کہ جہر مفرط حد سے بڑھے ہوئے سے کم ہو، مطلب یہ ہے کہ ذکر کو جہر اور سر کے درمیان ہونا چاہیے اور اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَلَاتَجۡهَرۡ بِصَلَا تِكَ وَلَا تُخَافِتۡ بِهَاوَابۡتَغِ بَيۡنَ ذٰلِكَ سَبِيۡلًا ٥

(سورہ بنی اسرائیل:۱۱۰)

اور اپنی نماز میں نہ بہت زیادہ چلا واور نہ بالکل آہستہ پڑھو بلکہ ان دونوں کے درمیان میں ایک درہ نکالو

نہایہ شرح ھدایہ میں ہے:

ہمارے نزدیک اذکار میں اخفا مستحب ہے مگر وہ ذکر کہ جن سے جہر کا خاص تعلق اور مقصود ہو جیسے اذان اور تلبیہ (لبیک کہنا)

الحاصل جہر اگر چہ جائز ہے لیکن جہر مفرط (بے تحاشا بلند آواز) منہی عنہ ہے اور ذکر سری اور ذکر جہری غیر مفرط سے افضل ہے اور جہر مفرط میں بہت سی خرابیاں ہیں

۱۔ سونے والوں کی نیند خراب ہوتی ہے

۲۔ نماز پڑھنے والوں کی نماز میں خلل اور سہو کا باعث ہوتا۔

۳۔ خشوع وخضوع باقی نہ رہے گا۔ اس کے علاوہ اور بہت سے مفاسد ہیں جن کی حد نہیں ہے۔

(مجموعہ الفتاوی جلد سوم ص ۲۳۷ (مترجم)

نوٹ: اس موضوع پر علامہ عبدالحی لکھنوی کا مفصل رسالہ ''سباحہ الھا کر فی الجہر بالذکر'' نہایت مفید ہے اور اردو میں بھی طبع ہو چکا ہے۔

مولانا احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

جہاں کوئی نماز پڑھتا ہو یا سوتا ہو کہ باآواز پڑھنے سے اس کی نماز یا نیند میں خلل آئے گا وہاں قرآن مجید و وظیفہ ایسی آواز سے پڑھنا منع ہے۔ (حتی کہ) مسجد میں جب اکیلا تھا اور باآواز پڑھ رہا تھا جس وقت کوئی شخص نماز کیلئے آئے فوراً آہستہ ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد سوم: صفحہ:۲۱۹)

مسئلہ شبینہ کہ ایک یا چند حافظ مل کر کرتے ہیں مکروہ ہے، اکابر نے ایک ایک رات میں برسوں ختم فرمایا ہے مگر وہ خاص اپنے لیے نہ کہ جماعت میں جس میں ہر قسم کے لوگ ہوں خصوصاً اکثر بلکہ شاید کُل وہی ہوں جو اسے بوجھ سمجھیں اور شرما شرمی میں شریک ہوں۔ حدیث صحیح میں ہے:

اِذَااَمَّ اَحَدُكُمۡ فَلۡيُخَفِّفۡ جب تم میں سے کوئی امامت کروائے تو ہلکی نماز پڑھائے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد سوم، ص:۵۰۳)

نوافل کی جماعت مکروہ ہے

نفل کے معنی اضافی اور زاید کے ہیں، اصطلاح شرع میں فرائض وواجبات اور سنن مؤکدہ کے علاوہ دیگر عبادات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔اذان اور جماعت چونکہ فرائض کے ساتھ خاص ہیں، اس لیے غیر فرض کو اعلان اور جماعت کے ساتھ ادا کرنا شریعت اسلامیہ میں ناپسندیدہ عمل ہے۔تراویح اور رمضان میں وتر کی جماعت اپنے مخصوص احکام کے باعث اس سے مستثنیٰ ہیں۔

صلوٰۃ التسبیح اور دیگر تمام نفلی عبادات بجائے اعلان واشتہار کے تنہا، خفیہ اور گھروں میں ادا کی جانی چاہئیں تاکہ ان کے اصل مقصود یعنی قربِ الٰہی کے حصول کی صورت میسّر آسکے۔

ہمارے ائمہ احناف اور فقہاء عظام نے نوافل کی جماعت اور اس کے لیے اعلان واشتہار بازی کو "مکروہ تحریمی" قرار دیا ہے۔بغیر دعوت واعلان کے دو یا تین افراد امام کے ساتھ اگر نوافل باجماعت پڑھ لیں تو جائز ہے۔

آیئے فقہاء کرام اور ائمہ ملت کے ارشادات کی روشنی میں اس مسئلے کا جائزہ لیتے ہیں:۔

(1) الامام، الحافظ، المجتہد الربانی محمد بن حسن الشیبانی (م ۱۸۹ھ) فرماتے ہیں:

قلت:وترى فى كسوف القمرصلاة؟قال:نعم،الصلاةفيه حسنة.قلت: فهل يصلون جماعةكمايصلون فى كسوف الشمس؟قال:لا.قلت:فهل تكره الصلاةفى التطوع جماعة ماخلاقيام رمضان و صلاة كسوف الشمس؟ قال: نعم.ولاينبغى ان يصلى فى كسوف الشمس جماعة الاالامام الذى يصلى الجمعة، فاماان يصلى الناس فى مساجدهم جماعة فانى لااحب ذلك، وليصلواوحدانا.

(میں نے (حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے) پوچھا: کیا آپ کے نزدیک چاند گرہن کی نماز ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ایسے میں نماز پڑھنا اچھا ہے۔میں نے پوچھا: کیا اسے سورج گرہن کی نماز کی طرح جماعت سے پڑھا جائے؟ تو امام نے فرمایا: نہیں۔میں نے پوچھا: کیا آپ تراویح اور کسوف شمس (سورج گرہن) کے علاوہ نفل نمازوں کی جماعت کو مکروہ سمجھتے ہیں؟ تو امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: ہاں۔اور مناسب نہیں کہ سورج گرہن کی نماز سوائے امام جمعہ کے کوئی اور پڑھائے۔مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ لوگ اس نماز کو اپنی مساجد میں جماعت سے پڑھیں۔اور اگر ایسا ہو تو چاہیے کہ الگ الگ ادا کریں۔

(باب صلوٰۃ الکسوف، ج:۱، ص:۴۴۳، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، دکن۔الہند)

(2) امام اجل، فقیہ بے بدل، شمس الائمہ ابوبکر محمد بن ابی سہل السرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"والاصل فی التطوعات ترک الجماعة فیها ماخلاقیام رمضان لاتفاق الصحابة علیه وکسوف الشمس لورودالاثر به۔ألاتری ان ما یؤدی بالجماعة من الصلٰوة یؤذن لها ویقام ولایوذن للتطوعات ولایقام فدل أنها لاتؤدی بالجماعة۔۔۔ (المبسوط: ج:۲،ص:۷۶)

ترجمہ: نوافل کی اصل یہ ہے کہ اس میں جماعت کو ترک کیا جائے سوائے تراویح کی نماز کے، کیونکہ اس پر صحابہ کا اتفاق ہے اور نماز کسوف (سورج گرہن) کے کیونکہ اس کے بارے میں اقوال صحابہ وارد ہوئے ہیں۔

حضرت شمس الائمہ مزید رقمطراز ہیں:

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تراویح سنت کے مطابق بیس رکعت ادا کی جائے اور بقیہ رکعات (اگر کوئی اضافی پڑھے) تو چار رکعات دوسلاموں کے ساتھ انفرادی طور پر پڑھے۔ یہی ہمارا مذہب ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں: تمام رکعات جماعت کے ساتھ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، جیسا کہ امام مالک رحمۂ اللہ کا قول ہے، اس بناء پر کہ نوافل باجماعت پڑھنا ان کے نزدیک مستحب ہے۔

وهویکرهٔ عندنا۔ اور نوافل کی جماعت ہمارے (یعنی احناف کے) نزدیک مکروہ ہے۔

ولنا: ان الاصل فی النوافل الاخفاء فیجب صیانتها عن الاشهار ماأمکن وفیما قالهٔ الخصم إشهار فلایعمل به بخلاف الفرائض لان مبناها علی الاعلان والأشهار وفی الجماعة اشهار فکان احق۔ یوضح ماقلنا ان الجماعة لوکانت مستحبة فی حق النوافل لفعلهٔا المجتهدون القائمون باللیل، لان کل صلٰوة جوزت علی وجه الانفراد وبالجماعة کانت الجماعة فیها افضل، ولم ینقل أداؤها بالجماعة فی عصره ﷺ ولافی زمن الصحابة رضوان اللّٰه علیهم اجمعین ولافی زمن غیرهم من التابعین، فالقول بها مخالف للأمة أجمع وهذا باطل۔

(المبسوط سرخسی: ج:۲،ص:۱۴۴) مطبوعہ مصر ۱۳۲۴ھ)

ہمارا موقف یہ ہے کہ نوافل کی بنیاد اخفاء (پوشیدگی) پر ہے لہذا اسے اظہار واشتہار سے ہر ممکن طور پر بچانا واجب ہے اور وہ جو قول مخالف اس بارے میں اظہار کا ہے اس پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس میں فرائض کی مخالفت ہے کیونکہ فرائض کی بنیاد اعلان واظہار پر ہے اور جماعت میں اظہار کا

پہلو سے اور فرائض اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ ہماری بات سے واضح ہوا کہ: اگر نوافل کی جماعت مستحب ہوتی تو شب۔ زندہ دار مجتہدین اس کا اہتمام کرتے۔ کیونکہ ہر وہ نماز جس میں جماعت اور انفرادیت دونوں جائز ہوں، اسے جماعت سے ادا کیا جانا افضل ہے۔ حالانکہ ایسی کوئی روایت نہیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اس نماز کو با جماعت ادا کیا گیا ہو۔ نہ ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان کے علاوہ تابعین کے عہد میں ایسا ہوا۔ لہٰذا (نوافل کی جماعت) والا قول اجماع اُمت کے خلاف ہونے کے باعث باطل ہے۔

(3) امام الاکمل امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ولایصلی التطوع بجماعة الافی شهررمضان وعن شمس الائمه سرخسی:ان التطوع بالجماعة انّمایکره اذاکان علی سبیل التداعی ، امالواقتدی واحداواثنان بواحدلایکره.واذا اقتدیٰ ثلثة بواحد اختلف فیه. وان اقتدی اربعة بواحد کره اتفاقا.

الاقتداء فی الوتر خارج رمضان یکره وذکر القدوری لایکره. واصل هذا ان التطوع بالجماعة اذا کان علیٰ سبیل التداعی یکره فی الاصل للصدر الشهید رحمهٗ الله. اماالذا صلوا بجماعة بغیر اذان واقامة فی ناحیة المسجدلایکره.وقال شمس الائمة الحلوانی علیه الرحمة:ان کان سوٰی الامام ثلاثة لایکره بالاتفاق وفی الاربع اختلف المشائخ والاصح انهٗ لایکرهٗ

(خلاصۃ الفتاویٰ: ج،اص:۱۵۳،۱۵۴)

نمازِ نفل سوائے رمضان (تراویح) کے با جماعت ادا نہ کی جائے۔ امام سرخسی سے منقول ہے، نوافل کی جماعت اگر اعلان واشتہار سے ہو تو مکروہ ہے، البتہ ایک یا دو مقتدی اگر ایک شخص کے پیچھے پڑھیں تو مکروہ نہیں، اور اگر تین افراد ایک کی اقتدا کریں تو اس میں اختلاف ہے۔ اور اگر چار افراد ایک (امام) کے پیچھے پڑھیں تو بالاتفاق مکروہ ہے۔ رمضان المبارک کے علاوہ وتر کی جماعت بھی مکروہ ہے۔ امام قدوری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ مکروہ نہیں۔ اس کی اصل یہ ہے کہ نوافل کی جماعت اگر (تداعی) اعلان واشتہار سے ہو تو مکروہ ہے۔ کتاب الاصل، للصدر الشہید علیہ الرحمۃ میں ہے: البتہ اگر بغیر اذان واقامت (اعلان واشتہار) کے مسجد کے ایک کونے میں جماعت سے پڑھیں تو مکروہ نہیں۔ امام شمس الائمہ حلوانی علیہ الرحمہ کہتے ہیں: اگر امام کے علاوہ تین افراد ہوں تو بالاتفاق مکروہ نہیں اور چار

میں مشائخ کا اختلاف ہے جبکہ صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں۔

(4) حضرت امام ابو بکر الکاسانی (م ۵۸۷ھ) حنفی علیہ الرحمۃ فرائض ونوافل کے مابین فرق بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

ایک اور فرق یہ ہے کہ نفل نماز سوائے رمضان المبارک کے دوسرے ایام میں با جماعت ادا کرنا جائز نہیں ہیں جبکہ فرض نمازوں میں جماعت ''واجب'' ہے یا سنّت موکدہ۔ اس لیے کہ فرمان نبوی ہے:

صَلَاۃُ الْمَرءِ فِیْ بَیْتِہٖ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِہٖ فِیْ مَسْجِدِہٖ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃo

فرض نماز کے سوا باقی تمام نمازیں مرد کے لیے گھر میں ادا کرنا مسجد میں ادا کرنے سے افضل ہے۔

نیز مروی ہے کہ:

نبی اکرم ﷺ نماز فجر کی دو رکعات اپنے گھر میں ادا فرماتے تھے، پھر آپ مسجد کی طرف نکلتے تھے۔

علاوہ ازیں اس لیے بھی کہ جماعت شعائر اسلام میں سے ہے، لہٰذا وہ فرائض یا واجبات کے ساتھ مخصوص ہوگی، نہ کہ نوافل کے ساتھ، رہا نماز تراویح کو باجماعت ادا کرنے کا مسنون ہونا تو وہ اس لیے کہ انہیں جماعت سے پڑھنے کا طریقہ ہمیں نبی اکرم ﷺ کی سنّت اور صحابہ کرام کے اجماع سے معلوم ہوا ہے۔ (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع: جلد اول، ص: ۹۲۵ مترجم)

(5) امام فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی علیہ الرحمۃ کی شرح کے حاشیہ میں ہے:

ان النفس التراویح سنة اداؤهابجماعة مستحب۔قال:فی البدائع:اذا صلوالتراويح ثم ارادواان يصلوها ثانياً يصلون فرادى لابجماعة، لان الثانية تطوع مطلق، والتطوع المطلق بجماعة مكروه۔

(حاشیہ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، ص: ۱۷۸، طبع مصر)

(تراویح بذاتِ خود سنّت ہے اور اسے باجماعت ادا کرنا مستحب ہے۔ صاحب ''بدائع الصنائع'' کہتے ہیں: جب تراویح کی نماز ادا کر چکیں اور پھر دوبارہ پڑھنا چاہیں تو انفرادی طور پر ادا کریں نہ کہ باجماعت، کیونکہ دوسری بار پڑھنا نفل مطلق ہے اور نوافل مطلق کو باجماعت پڑھنا مکروہ ہے۔)

(6) امام عبدالرحمٰن بن شیخ محمد بن سلیمان شیخ زادہ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

(یوتر)ای یصلی الوتر(بجماعة فی رمضان فقط)لانعقادالاجماع علیه کمافی الهدایة وفیه اشارة الٰی انهٗ لایوتر بجماعة فی غیرشهر رمضان لانهٗ نفل من وجه والجماعة فی النفل فی غیر رمضان مکروه۔"

(مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر: ج:۱،ص:۱۳۷)

ترجمہ یعنی وتر کی نماز صرف رمضان میں با جماعت ادا کرے، کیونکہ اس پر اجماع واقع ہو چکا ہے، جیسا کہ ''ہدایہ'' میں ہے، اور اس میں اشارہ ہے کہ رمضان کے علاوہ وتر جماعت سے نہ پڑھے کیونکہ یہ ایک اعتبار سے نفل ہیں اور نفل کی جماعت رمضان (تراویح) کے علاوہ مکروہ ہے۔

(7) علامہ امام زین الدین ابن نجیم حنفی مصری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

یکرہ الاقتداء فی صلاۃ الرغائب وصلاۃ البراء ۃ ولیلۃ القدر الّااذا قال:نذرت کذا رکعۃ بھذا الامام بالجماعۃ، کذافی البزازیۃ۔

(الاشباہ والنظائر:ص:۸۶،طبع کراتشی)

ترجمہ رجب، شب برأت اور لیلۃ القدر کی نفل نمازیں جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ سوائے اس کے کہ کسی امام کی اقتدا میں کچھ رکعتیں پڑھنے کی نذر مان کر کہے کہ میں اس امام کے پیچھے اتنی رکعات پڑھوں گا۔ فتاوٰی بزازیہ میں ایسا ہی ہے۔

(8) علامہ امام حسن بن عمار شرنبلالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

وندب احیاء لیالی العشر الاخیر من رمضانَ واحیاء لیلتی العیدین ولیالی عشر ذی الحجۃ ولیلۃ النصف من شعبان وَیُکرَہُ الاجتماع علٰی احیآءِ لیلۃٍ من ھذہِ اللّیالِیْ فی المساجد۔

ترجمہ رمضان کی آخری دس، عیدین، ذوالحجہ کی پہلی دس اور شب برأت کی راتوں کو زندہ رکھنا مستحب ہے۔ البتہ ان راتوں کو زندہ رکھنے کے لیے مساجد میں اجتماع مکروہ ہے۔

(نورالایضاح (مترجم) ص:۱۶۷)

(9) علامہ امام ابراہیم حلبی حنفی (م ۹۵۶ھ) علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں:

واعلم !ان النفل بالجماعۃ علٰی سبیل التداعی مکروہ علٰی ماتقدم ماعداالتراویح وصلٰوۃ الکسوف والاستسقاء فعلم ان کلا من صلٰوۃ الرغائب لیلۃ اول جمعۃ من رجب، وصلٰوۃ البراء ۃ لیلۃ النصف من شعبان وصلٰوۃ القدر لیلۃ السابع والعشرین من رمضان بالجماعۃ بدعۃ مکروھۃ۔

قال حافظ الدین البزازی:ان شرعا فی نفل فافسداہ واقتدی احدھما بالآخرفی القضاء لایجوزلاختلاف السبب،وکذا اقتداء الناذربالنا ذر

لایجوز۔وعن ھذا کرہ الاقتداء فی صلاۃ الرغائب وصلٰوۃالبراءۃولیلۃ القدر ولو بعد النذرالااذا قال:نذرت کذا رکعۃ بھٰذاالامام بالجماعۃ لعدم امکان الخروج عن العھدۃ الّابالجماعۃولاینبغی ان یتکلف لالتزام مالم یکن فی الصدر الاول کل ھذاالتکلف لاقامۃ امرمکرہ وھواداء النفل بالجماعۃعلٰی سبیل التداعی۔

(حلبی کبیر،ص:۴۳۲،طبع لاہور)

ترجمہ جان لو! نفل کی جماعت اعلان واشتہار کے ساتھ مکروہ ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا، ماسوائے تراویح نمازکسوف اوراستسقاء کی نماز کے۔معلوم ہوا کہ صلاۃ الرغائب (رجب کے پہلے جمعہ کی رات کی نماز)اور صلوٰۃ البرأۃ، نصف شعبان کی رات اور شب قدر یعنی ستائیس رمضان کی رات والی نمازوں کو جماعت سے ادا کرنا ناپسندیدہ بدعت ہے۔

(10) حضرت حافظ الدین البزازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اگر دوافراد نفل شروع کریں اوروہ فاسد ہو جائیں، پھر دونوں ان نوافل کی ادائیگی کے لیے ایک دوسرے کی اقتدا کریں تو یہ اسباب (فساد) کے مختلف ہونے کی وجہ سے جائز نہیں۔ایسے ہی دو نذر (منت) ماننے والوں کی جماعت جائز نہیں۔(علیٰ ھٰذا القیاس) اسی کلیہ کے تحت رجب، شعبان اور لیلۃ القدر (رمضان) کی نمازیں با جماعت جائز نہیں ہیں اگر چہ نذر (منت) ہی کیوں نہ مانی ہو۔سوائے اس کے، کہ کسی نے یوں کہا:

میں نذر مانتا ہوں کہ فلاں امام کے پیچھے با جماعت اتنی رکعتیں پڑھوں گا، یہ اس لیے کہ وہ بغیر جماعت میں شمولیت کے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ یہ مناسب نہیں کہ ایک ایسے عمل کے لیے اتنا اہتمام والتزام کیا جائے جو ابتدائے اسلام میں موجود نہیں تھا۔ یہ سارا اہتمام ایک مکروہ عمل کے لیے ہوتا ہے اور وہ ہے نوافل کو اعلان واشتہار کے ساتھ با جماعت ادا کرنا۔

امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کی نزاکت کے پیشِ نظر انتہائی اہم اور فیصلہ کن بات ارشاد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

فلو ترک امثال ھذہ الصلوات تارک لیعلم النّاس انہٗ لیس من الشعائر لحسن۔انتھی۔

ترجمہ اگر کوئی (ذمّہ دار) شخص ایسی نفل نمازوں کو بطور تعلیم ترک کرے تا کہ لوگ جان لیں کہ یہ اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہیں تو یہ بہت اچھا ہے۔(حلبی کبیر:۴۳۳)

(11) فقہ حنفی کی نہایت اہم کتاب ''فتاوٰی عالمگیری'' میں لکھا ہے:

التطوع بالجماعة اذا کان علٰی سبیل التداعی یکره
نوافل کی جماعت اگر دعوت واعلان کے ساتھ ہو تو مکروہ ہے۔
(فتاوٰی عالمگیری، ج:۱،ص:۸۳،طبع مصر ۱۳۱۰ھ)

(12) فقیہ جلیل علامہ السیّد احمد الطحطاوی الحنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

والجماعة فی النفل فی غیر التراویح مکرهة، فالاحتیاط ترکها فی الوتر خارج رمضان۔

ترجمہ تراویح کے علاوہ نوافل کی جماعت مکروہ ہے، رمضان کے علاوہ وتر کی جماعت بھی احتیاطاً نہیں کرنی چاہیے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح:ص:۲۱۱،طبع کراچی)

(13) حضرت امام ربانی سیّدنا مجدّد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کی اہمیت اور نزاکت کے پیشِ نظر اپنے ایک خلیفہ شیخ سیّد انبیاء سارنگپوری (فارسی نسخہ مکتوبات (امرتسر ایڈیشن) مطبوعہ ۱۹۴۴ء اور دیگر فارسی و اُردو نسخہ جات میں یہ نام ایسے ہی لکھا ہے جو درست نہیں۔ بعض اُردو تراجم میں اسے سیّد امین مانکپوری لکھا گیا ہے جو بلا تحقیق قابل قبول قرار نہیں دیا جاسکتا۔ مجدّ دی) کے نام مفصل اور جامع مکتوب شریف صادر فرمایا ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

بسیّد انبیا سارنگپوری صدور یافتہ در منع از ادائے صلوٰۃ نوافل بجماعت مانند نماز عاشوراء و شب قدر و شب برأت وغیرہا و ما یناسب ذٰلك۔

باید دانست کہ اکثر مردم از خواص و عوام درین زمان درادائے نوافل اہتمام تمام دارند و در مکتوبات مساہلات مینمایند و مراعات سنن و مستحبات را در انہا کمتر میکنند۔ نوافل را عزیز می دارند و فرائض را ذلیل وخوار۔ کم است کہ فرائض را در اوقات مستحبہ ادا نمایند۔ و در تکثیر جماعت مسنونہ بلکہ در نفس جماعت تقیدے ندارند و بہ تکاسل و تساہل اداء نفس فرائض را غنیمت می شمارند۔ و روز عاشوراء و شب برات و شب بست و ہفتم ماہ رجب و اول شب جمعہ از ماہ مذکور کہ آن را لیلۃ الرغائب نام نہادہ اند کمال اہتمام را مرعی داشتہ بجمعیّت تمام نوافل را بجماعت میگذارند و آنرا نیک و مستحسن مے پندارند و نمیدانند کہ این از تسویلات شیطان است کہ سیئات را بصورت حسنات مینماید۔

شیخ الاسلام مولانا عصام الدین ہروی در حاشیہ شرح وقایہ میفرماید کہ تطوع بہ جماعت و ترک فرض بجماعت از حبائل شیطان است بدانکہ نوافل را بجمعیّت تمام گزاردن از بدعتہائے مذمومہ و مکروہہ است۔ ازاں بدعتہا است کہ حضرت رسالت خاتمیّت علیه من الصلوات افضلها ومن

التسلیمات اَکمَلُھا درشان آن فرمودہ است مَنْ اَحْدَثَ فی دیننا ھذا فھو رَد۔(بخاری)

(مکمل فارسی مکتوب کیلئے دیکھیں: مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب:۲۸۸)

ترجمہ مکتوب شریف

نماز نوافل جیسے نماز عاشورا، شب قدر اور شب برات وغیرہ با جماعت ادا کرنے سے روکنے اور منع کرنے کے بیان میں اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اس ربّ العالمین کے لیے جس نے ہمیں سیّد المرسلین کی متابعت سے مشرف فرمایا اور جس نے ہم کو دین میں بدعات سے بچایا اور صلوٰۃ وسلام نازل ہو اس ہستی پر جس نے ضلالت وگمراہی کی بنیادوں کا قلع وقمع فرمایا اور ہدایت کے جھنڈوں کو بلند فرمایا اور آپ کی نیکوکار آل اور پسندیدہ اصحاب پر بھی رحمت وسلامتی کا نزول ہو۔

جاننا چاہیے کہ اس زمانہ کے اکثر عوام وخواص ادائے نوافل کا اہتمام بڑا ملحوظ خاطر رکھتے ہیں اور فرائض کی ادائیگی میں سُستی کا ارتکاب کرتے ہیں اور فرائض میں سنن ومستحبات کی بہت کم رعایت کرتے ہیں۔نوافل کو عزیز جانتے ہیں اور فرائض کو ذلیل وخوار۔ بہت کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ فرائض کو اوقات مستحبہ میں ادا کریں۔مسنون جماعت کے بڑھانے بلکہ نفس جماعت میں کچھ اہتمام نہیں کرتے اور سستی اور تساہل کے ساتھ فرائض کے ادا کرنے کو غنیمت شمار کرتے ہیں اور عاشورا کے روزے ماہِ رجب کی ستائیسویں رات ماہِ مذکورہ کی اول شب جمعہ میں جس کا نام انہوں نے لیلۃ الرغائب رکھا ہوا ہے، کمال اہتمام کی رعایت کرتے اور کثیر جماعت کے ساتھ نوافل کو با جماعت ادا کرتے ہیں اور اس عمل کو نیک اور مستحسن خیال کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ شیطانی آرائشوں میں سے ہے جو برائیوں کو حسنات کی شکل میں دکھاتا ہے۔

(الف) شیخ الاسلام مولانا عصام الدین ہروی حاشیہ شرح وقایہ میں فرماتے ہیں کہ: نوافل جماعت کے ساتھ ادا کرنا اور فرضوں کی جماعت ترک کرنا ابلیس لعین کے پھیلائے ہوئے جالوں میں سے ہے۔

(ب) جاننا چاہیے کہ نوافل کو پوری دل جمعی اور جماعت کے ساتھ ادا کرنا بدعات مذمومہ مکروہہ میں سے ہے۔ایسی بدعتوں کے متعلق حضرت رسالت خاتمیت علیہ من الصلوات افضلھا ومن التسلیمات اکملھا نے فرمایا: مَنْ اَحْدَثَ فِیْ دِیْنِنَا ھٰذَا فَھُوَ رَدٌّ۔

جس شخص نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالی تو وہ بات مردود ہے۔

(ج) جاننا چاہیے کہ نوافل باجماعت ادا کرنا بعض فقہی روایات میں مطلقاً مکروہ ہے اور بعض دوسری فقہی روایات میں یہ کراہت تداعی اور اجتماع کے ساتھ مشروط کی گئی ہے۔ پس اگر تداعی کے بغیر ایک دو آدمی مسجد کے کونہ میں نوافل باجماعت ادا کریں تو یہ بلاکراہت جائز ہے اور اگر نفلوں کی جماعت میں تین افراد جمع ہو جائیں تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور اگر چار افراد شریک ہو جائیں تو بعض روایات کے مطابق باتفاق فقہاء کرام مکروہ ہے اور بعض دوسری روایات میں ہے کہ چار افراد کامل کر نوافل باجماعت ادا کرنا زیادہ صحیح یہ ہے کہ مکروہ ہے۔

(د) فتاویٰ سراجیہ میں ہے:

کره التطوع بالجماعة بخلاف التراويح وصلٰوة الكسوف۔

نفل نماز باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے بخلاف نماز تراویح اور سورج گرہن کی نماز کے (کہ اسے باجماعت ادا کرنا مکروہ نہیں)۔

(ہ) فتاویٰ غیاثیہ میں شیخ الاسلام سرخسی رحمۃ اللہ سبحانہٗ علیہ فرماتے ہیں:

التطوع بجماعة خارج رمضان انما يكره اذا كان على سبيل التداعى امااذا اقتدى واحد اواثنان لايكره۔ وفى الثلاث اختلاف وفى الاربع يكره بلاخلاف۔

ترجمہ: غیر رمضان میں نوافل باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے، جب تداعی کے طور پر ہو۔ لیکن اگر ایک مقتدی یا دو ہوں تو مکروہ نہیں۔ اور تین میں اختلاف ہے اور چار مقتدیوں کی صورت میں بلا اختلاف مکروہ ہے۔

(و) فقہ کی مشہور کتاب خلاصہ میں مذکور ہے:

التطوع بالجماعة اذا كان علىٰ سبيل التداعى يكره امااذاصلوابجماعة بغيراذان واقامة فى ناحية المسجد لايكره۔

ترجمہ نفلوں کی جماعت جبکہ تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔ لیکن اگر بغیر اذان واقامت مسجد کے ایک کونے میں باجماعت نفل پڑھ لیں تو مکروہ نہیں۔

(ز) شمس الائمہ الحلوانی فرماتے ہیں:

اذا كان سوا الامام ثلاثة لايكره بالاتفاق وفى الاربع اختلاف والاصح انه مكروه۔

ترجمہ جب امام کے سوا تین افراد ہوں تو نوافل کی جماعت بالاتفاق مکروہ نہیں، اور چار میں فقہاء کا اختلاف ہے اور صحیح تر یہی ہے کہ مکروہ ہے۔

(ح) فتاویٰ شافیہ میں ہے:

ولایصلی التطوع بالجماعة الافی شھر رمضان وذٰلك انما یکرہ اذا کان علٰی سبیل التداعی یعنی باذان واقامة امالواقتدی واحداواثنان لاعلٰی سبیل التداعی فلایکرہٗ واذااقتدی ثلاثة اختلف المشائخ رحمھم اللّٰه تعالیٰ وان اقتدی اربعة کرہَ اتفاقاًo

ترجمہ کوئی شخص بھی نوافل جماعت کے ساتھ ادا نہ کرے سوائے رمضان شریف کے مہینہ کے اور نوافل با جماعت ادا کرنا مکروہ ہے جبکہ اذان اور اقامت کے ساتھ ان کی جماعت کرائی جائے اور اگر ایک آدمی یا دو آدمی اذان اور اقامت کے بغیر اقتدا کریں تو مکروہ نہیں اور جب تین مقتدی ہوں تو اس میں مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہے اور اگر مقتدی چار ہو جائیں تو بالاتفاق مکروہ ہے۔

اور اسی طرح کی روایات بہت ہیں اور فقہی کتابیں ایسی روایات سے پُر ہیں۔ اور اگر کوئی ایسی روایت ملے جس میں تعداد کا ذکر نہ ہو اور مطلقاً جواز ظاہر کرے تو اس بارے میں مقید روایات پر محمول کرنا چاہیے۔ اور مطلق سے مقید مراد لینا چاہیے اور جواز کو دو یا تین افراد میں ہی منحصر جاننا چاہیے۔ اس لیے کہ علمائے حنفیہ اگرچہ اصول میں مطلق کو اپنے اطلاق پر ہی رکھنے کے قائل ہیں اور مقید پر عمل نہیں کرتے۔ لیکن روایات میں انہوں نے مطلق کو مقید پر حمل کرنا جائز بلکہ لازم قرار دیا ہے۔ اور اگر بطریق فرض محال حمل نہ کریں اور مطلق ہی رہنے دیں تو ایسی صورت میں یہ مطلق اس مقید کے قابل اور منافی ہو جائے گا، اگر قوت میں برابر ہو اور قوت میں مساوات ممنوع ہے کیونکہ کراہت کی روایات کثرت کے باوجود مختار اور مفتیٰ بہا ہیں بخلاف اباحت کی روایات کے۔ اور اگر دونوں کی مساوات تسلیم کر لی جائے تو ہم کہیں گے کہ کراہت اور اباحت کی دلیلوں کے تعارض کی صورت میں جانب کراہت کو ترجیح حاصل ہے۔ کیونکہ اس میں احتیاط کی رعایت ہے۔ جیسا کہ اصول فقہ والوں کے ہاں یہ امر طے شدہ ہے۔

پس وہ لوگ جو عاشورہ کے دن اور شب برأت اور ستائیسویں رجب کی رات میں نماز با جماعت ادا کرتے ہیں، کم و بیش دو دو سو اور تین تین سو افراد مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور اس نماز اور اجتماع اور جماعت کو نیک خیال کرتے ہیں، باتفاق فقہا مکروہ امر کے مرتکب ہوتے ہیں اور مکروہ چیز کو اچھا جاننا بُرے گناہوں میں سے ہے، کیونکہ حرام کو مباح جاننا کفر تک کھینچ کر لے جاتا ہے اور مکروہ چیز کو اچھا گمان کرنا اس سے صرف ایک مرتبہ کم ہے۔ اس فعل کی برائی کو اچھی طرح ذہن میں رکھنا نوافل کی جماعت جائز کہنے والوں کی دلیل عدم تداعی ہے۔ ہاں بعض روایات کے مطابق عدم تداعی

کراہت کو دور کر دیتی ہے۔ لیکن وہ بھی ایک یا دو مقتدیوں کے ساتھ ہے۔ اور اس میں بھی یہ شرط ہے کہ مسجد کے کسی کونے میں ہو، اور اس شرط کے نہ ہونے کی صورت میں جواز کی کوئی صورت نہیں۔

علاوہ ازیں تداعی کا معنی یہ ہے کہ نفل نماز کی ادائیگی کے لیے ایک دوسرے کو بلانا اور آگاہ کرنا اور یہ معنی اس طرح کی جماعتوں میں پایا جاتا ہے۔ کیونکہ قبیلوں کے قبیلے عاشورہ کے دن ایک دوسرے کو بتاتے پھرتے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں کہ فلاں شیخ یا فلاں عالم کی مسجد میں چلنا چاہیے اور نفل نماز باجماعت ادا کرنی چاہیے۔ ان لوگوں نے اس فعل کو عادت بنا رکھا ہے۔ اس طرح بتاتے پھرنا اذان اور اقامت سے بھی بڑھ کر ہے۔ پس اس صورت میں تداعی بھی ثابت ہے۔ اور اگر ہم تداعی کو اذان اور اقامت کے ساتھ ہی مخصوص رکھیں، جیسا کہ بعض روایت میں واقع ہوا ہے اور حقیقۃً اذان اور اقامت ہی مراد لیں تو پھر اس کا جواب وہ ہے۔ جو اوپر گزرا۔ کہ ایسی نماز مذکورہ شرط کے ساتھ ایک یا دو مقتدیوں کے ساتھ خاص ہے۔

جاننا چاہیے کہ نوافل کے ادا کرنے کی بنیاد اخفا اور پوشیدگی پر ہے۔ کیونکہ نفل عبادت ریا اور نمائش کا مقام ہے اور جماعت اخفا اور پوشیدگی کے منافی ہے۔ اور ادائے فرائض میں اظہار اور اعلان مطلوب ہیں کیونکہ فرائض ریا اور نمائش کے شبہ سے مبرا ہے۔ پس انہیں باجماعت ہی ادا کرنا مناسب ہے۔

علاوہ ازیں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ کثرت اجتماع فتنے کے پیدا ہونے کا مقام ہے۔ اسی لیے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے بادشاہ وقت یا اس کے نائب کی موجودگی کو شرط قرار دیا گیا ہے تاکہ فتنہ کے پیدا ہونے سے امن رہے۔ اور ان مکروہ جماعتوں میں اس فتنے کو بیدار کرنے کا قوی امکان واحتمال ہے۔ لہٰذا اس طرح کا اجتماع شرعاً جائز نہیں بلکہ ممنوع ہے اور حدیث نبوی ﷺ میں وارد ہے:

الفتنۃُ نائمۃٌ لعنَ اللہ مَن ایقظَھا

ترجمہ فتنہ سویا ہوتا ہے۔ اس شخص پر اللہ کی لعنت پڑتی ہے جو اسے جگائے۔

پس اسلام کے والیوں اور ملت کے قاضیوں اور لوگوں کا محاسبہ کرنے والوں پر لازم ہے کہ اس طرح کے اجتماع سے لوگوں کو روکیں اور اس بارے میں لوگوں کو سخت ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہیں تاکہ اس بدعت کی بیخ کنی ہو سکے جو فتنے میں مبتلا کرنے والی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی حق کو ثابت کرتا ہے اور وہی سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔ (ترجمہ مکتوب مکمل ہوا)

(14) خاتم المفسرین حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

مسئلہ جماعت در نفل مکروہ است۔۔۔۔ وسوائے رمضان وتر بجماعت مکروہ است۔

ترجمہ نمازِ نفل کی جماعت مکروہ ہے۔۔۔۔رمضان کے علاوہ وتر بھی جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔(مالابُدَّمِنْہُ،ص:۶۹،طبع ملتان)

(15) علامہ بحرالعلوم انصاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

والاصل فی النوافل ان لا یصلی بجماعة

ترجمہ نوافل کی بنیاد اس بات پر ہے کہ انہیں باجماعت ادانہ کیا جائے۔

(رسائل الارکان:ص:۱۴۲،طبع کوئٹہ)

(16) مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک نوافل کی جماعت بتداعی مکروہ ہے۔قضائے عمری کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں اس کا پڑھنا اختراع کیا گیا اور اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس نماز سے عمر بھر کی اپنی اور ماں باپ کی قضائیں بھی اتر جاتی ہیں، محض باطل و بدعت سیۂ شنیعہ ہے۔کسی کتاب معتبر میں اصلاً اس کا نشان نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ،جلد:سوم،ص:۴۸۰)

(۱)علامہ محمد مرادمکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کیا۔(کنزالعمال ج ۱۱ ص ۱۱۸)

شبینہ کے بارے میں پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:

شبینہ مذکورہ سوال کہ ان عوارض سے خالی تھا اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں مگر اتنا لحاظ ضرور ہے کہ ''جماعت نفل میں تداعی نہ ہوئی ہو کہ مکروہ ہے''۔(جلد سوم:ص:۵۰۷)

(17) صدرالشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ان خاص راتوں میں تنہا نفل نماز پڑھنی چاہیے۔(بہار شریعت،حصہ چہارم،ص:۱۶)

قرآنی آیات،احادیث نبوی اور ارشادات فقہاء کی روشنی میں ثابت اور واضح ہوا کہ صلوٰۃ التسبیح اور دیگر تمام نفلی نمازیں انفرادی طور پر الگ الگ ادا کی جانی چاہئیں اور نوافل کا گھروں میں ادا کرنا زیادہ فضیلت اور ثواب کا باعث ہے۔نوافل گھر میں پڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان پر عمل کریں اور مسجد نبوی شریف کی نماز سے زیادہ ثواب حاصل کریں۔وماعلینا الاالبلاغ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ۝ (محمد:۳۳)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔

مآخذ و مراجع

۱۔ قرآن حکیم

۲۔ صحیح بخاری، امام محمد بن اسمٰعیل مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

۳۔ صحیح مسلم، امام مسلم بن حجاج

۴۔ مشکوٰۃ المصابیح، خطیب تبریزی، ولی الدین قدیمی کتب خانہ کراچی

۵۔ الجامع الترمذی، محمد بن عیسیٰ، ایچ ،ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی

۶۔ سنن ابن ماجہ دارالفکر بیروت، لبنان

۷۔ اشعۃ اللمعات، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، پاکستان

۸۔ فتاویٰ رضویہ (جلد چہارم قدیم) مطبوعہ سنی دارالاشاعت، فیصل آباد، پاکستان

۹۔ عوارف المعارف، شیخ شہاب الدین عمر سہروردی، ارشد برادرز، نئی دہلی، انڈیا

۱۰۔ کتاب الاصل، امام محمد بن حسن، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ہند

۱۱۔ المبسوط سرخسی، امام شمس الائمہ سرخسی، مطبوعہ مصر

۱۲۔ خلاصۃ الفتاویٰ، امام طاہر بخاری، مطبع جید کانسی روڈ، کوئٹہ

۱۳۔ بدائع الصنائع (مترجم) مطبوعہ دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور

۱۴۔ شرح کنزالدقائق، زیلعی مطبوعہ مصر

۱۵۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر مطبوعہ مصر

۱۶۔ الاشباہ والنظائر، امام ابن نجیم مطبوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی

۱۷۔ نورالایضاح (مترجم) مطبوعہ مکتبہ قادریہ، لاہور

۱۸۔ غنیۃ المستملی (حلبی کبیر) مطبوعہ سہیل اکیڈمی، لاہور

۱۹۔ فتاویٰ عالمگیری، مصر مطبوعہ ۱۳۱۰ھ

۲۰۔ حاشیۃ الطحطاوی، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

۲۱۔ مکتوبات امام ربانی (فارسی) مطبوعہ نور کمپنی، انارکلی، لاہور

۲۲۔ مکتوبات امام ربانی (اردو مترجم) مطبوعہ ایچ ایچ سعید کمپنی، کراچی

۲۳۔ رسائل الارکان، علامہ بحرالعلوم، مطبوعہ کوئٹہ

۲۴۔ مالابدّ منہ، قاضی ثناء اللہ پانی پت، مکتبہ صدیقیہ ملتان مطبوعہ ۱۳۸۲ھ

۲۵۔ فتاویٰ رضویہ (جلد سوم) طبع فیصل آباد، پاکستان

۲۶۔ بہار شریعت، مطبوعہ ضیاء القرآن، لاہور

۲۷۔ مسند فردوس دیلمی، مطبوعہ مکۃ معظمہ، سعودی عرب

۲۸۔ کنزالعمال، حیدرآباد دکن، ہند